جناب ریاض الحسن نوری ایم ۔اے

ایک حدیث کی تحقیق

(آخری قسط)

اب سنن دارقطنی کی مندرجہ ذیل حدیث کو بھی دیکھئے:

"حدثنا یعقوب بن ابراھیم و احمد بن عبد اللّٰہ الوکیل و آخرون قالوا:

ثنا الحسن بن عرفہ ثنا اسماعیل بن عیاش[1] عن شرحبیل بن مسلم الخولانی قال

---

[1] محمد شمس الحق عظیم آبادی حاشیہ میں لکھتے ہیں:

"اسماعیل بن عیاش عن شرحبیل بن مسلم الخولانی الحدیث اخرجہ احمد واصحاب السنن الا النسائی وفیہ اسماعیل بن عیاش رواہ عن شامی وھو شرحبیل بن مسلم سمع ابا امامۃ وضعفہ ابن حزم باسماعیل ولم یصب وھو عند ترمذی فی الوصایا"

یعنی اس روایت کو امام احمد اور نسائی کو چھوڑ کر دیگر تمام اصحاب سنن نے روایت کیا ہے۔ اس میں اسماعیل شامی ہیں جو ایک شامی شرحبیل بن مسلم سے روایت کر رہے ہیں، ابن حزم نے اسماعیل کو ضعیف قرار دیا ہے۔ مگر اس میں ان کی رائے درست نہیں ہے۔ تقریب میں ہے کہ اسماعیل اپنے علاقے کے لوگوں سے روایت کرنے کے سلسلہ میں صدوق ہیں (صدوق فی روایتہ عن اھل بلدہ) اور یہاں بھی وہ ایک شامی ہی سے روایت کرتے ہیں پس روایت صحیح قرار دی جائے گی۔ مزید غور کیجئے کہ اسماعیل بن عیاش کے تذکرہ میں ذہبی "لسان المیزان" (البقیہ برصفحہ آئندہ)

سمعت ابا امامۃ الباھلی یقول : سمعت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یقول فی خطبتہ عام حجۃ الوداع " ان اللہ قد اعطی لکل ذی حق حقہ فلا وصیۃ لوارث ، والولد للفراش و للعاھر الحجر ، وحسابھم علی اللہ تعالی ، من ادعی الی غیر ابیہ او الی غیر موالیہ ، فعلیہ لعنۃ اللہ والملٰئکۃ والناس اجمعین الی یوم القیامۃ لا تنفق المرأۃ شیئا من بیتھا الا باذن زوجھا ، قیل یا رسول اللہ ولا الطعام ؟ قال ذالک افضل اموالنا ، ثم قال " العاریۃ مؤداۃ والمنحۃ مردودۃ ، والدین مقضی والزعیم غارم "

عاریتہ کے سلسلہ میں بخاری اور مسلم کی روایت :

زیلعی لکھتے ہیں :

حدیث آخر : اخرجہ البخاری ومسلم عن شعبۃ عن قتادۃ عن انس ، قال کان فزع بالمدینۃ ، فاستعار النبی صلی اللہ علیہ وسلم فرسا من ابی طلحۃ یقال لہ : المندوب : فرکب ، فلما رجع قال : ما رأینا شیئ وان وجدناہ بحرا ، انتھی رواہ البخاری فی الجہاد ومسلم فی الفضائل "

کہ " ایک دفعہ مدینہ کو سخت خطرہ پیدا ہوا تو حضورؐ نے ابی طلحہؓ سے گھوڑا عاریتہً مانگا اور اس پر چکر لگایا ، واپسی پر فرمایا کہ یہ گھوڑا تو پانی کی طرح سبک رفتار ہے "

اب دیکھئے کہ جہاد ہی کا موقع تھا ، حضورؐ کو گھوڑے کی ضرورت تھی ، آپؐ کے پاس اپنا گھوڑا نہ تھا ، حضرت طلحہؓ سے بطور عاریت لیا ، حالانکہ حضرت طلحہؓ دولت مند صحابی تھے اور ان کے پاس فاضل مال بہت تھا ، بڑے زمیندار تھے مگر نہ انہوں نے حضور صلعم کو گھوڑا ہبہ کیا اور نہ آپؐ نے اسے زبردستی چھینا ۔

بقیہ حاشیہ صفحہ گذشتہ : یوں لکھتے ہیں کہ :

" وقال البخاری : اذا حدث عن اھل بلادہ فصحیح واذا حدث عن غیرھم ففیہ نظر " کہ جب اسماعیل اپنے ہی شہر کے لوگوں سے روایت کریں تو وہ روایت صحیح قرار دی جائیگی اور دوسرے علاقے کے لوگوں سے روایت کریں تو ایسی روایت محلِ نظر ہوگی ۔

پس ثابت ہوا کہ جب حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جس کے پاس فالتو سواری ہو وہ دوسرے کو دے دے تو اس کا مطلب ہرگز یہ نہ تھا کہ فاضل مال پر سے مالک کی ملکیت فتویٰ کے مطابق ختم ہو گئی اور ہر ایک پر واجب ہے کہ جس کے پاس دو سواریاں ہوں وہ ایک سواری دوسرے کو دیدے۔ مطلب یہ تھا کہ ایسے وقت ضرورت کے موقع پر خاص کر جب جہاد کا سفر ہو کہ صحراؤں اور پہاڑوں میں نہ سواری خریدی جا سکتی ہے اور نہ زادِ راہ خریدا جا سکتا ہے اور نہ انسان صحراؤں کے سفر میں محنت و مزدوری کر کے کچھ کما سکتا ہے تو اس خاص صورت میں زائد سواری والے کو چاہیئے کہ اپنی سواری ضرورت مند کو دیدے۔ یہ دینا زکوٰۃ کے طور پر بھی ہو سکتا ہے اور عاریت کے طور پر بھی اور صدقہ نافلہ کے طور پر بھی، آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے عام بات فرمائی، اس کو خاص نہیں کیا اور نہ اس قول سے فاضل مال پر حقِ ملکیت ختم ہو گیا۔ ایسا ہوتا تو یہ فتویٰ سلف سے خلف تک مشہور رہتا کہ دولت مند کی چیز اور فاضل مال والے کی کوئی چیز جو عاریت کے طور پر لی گئی ہو وہ ہرگز واپس نہ کی جائے۔

یہ فتویٰ جو "اسلام میں گردشِ دولت" اور ان کے ہم نواؤں نے ایجاد کیا ہے، اس سے ابن حزم بھی متفق نہیں ہیں اور نہ انہوں نے رائینا کی شرح فتوی اور فقہی رائے سے کی ہے۔

عاریۃ سے متعلق کنز العمال کی روایات اور جامع صغیر وغیرہ کی تائید:

اگر "اسلام میں گردشِ دولت" کے مصنف اور ان کے ساتھی کنز العمال میں "عاریۃ" کا عنوان دیکھ لیتے تو ہرگز وہ فتویٰ صادر نہ فرماتے۔ کنز العمال کو انہوں نے حضرت بلال بن حارث کے معاملے میں تو دیکھا مگر اس معاملے میں نہ معلوم کیوں دیکھنے کی تکلیف نہیں گوارا کی؟

بہرحال ہم اس کی تمام روایات نقل کرتے ہیں تاکہ ناظرین کو اس سلسلہ میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے مشہور اقوال کا احاطہ ہو سکے۔

۱۷۳۰۔ "علی الید ما اخذت حتیٰ تؤدیہ" (احمد، ابن عدی، مستدرک، ابو داؤد، ترمذی، ابن ماجہ، نسائی عن سمرۃ)

اس کی شرح میں مناوی فرماتے ہیں:

"ما اخذتہ الید ضمان علی صاحبھا"

پھر مناوی لکھتے ہیں کہ :

"اس حدیث کو ترمذی نے حسن کہا ہے ، "جامع الصغیر" میں سیوطی نے اس کو صحیح قرار دیا ہے "

۱۷۳۱ : "العاریة مؤداة والمنحة مردودة " (ابن ماجہ ، عن انس)

۱۷۳۲ : "العاریة مؤداة والمنحة مردودة والدین مقضی والزعیم غارم " (احمد ، ابوداؤد ، ترمذی ، ماجہ ، ضیاء المقدسی ، عن ابی امامۃ)

ان الفاظ کو دارقطنی نے اپنی سنن میں ایک طویل حدیث میں روایت کیا ہے ، جس کو ہم نقل کر چکے ہیں ، مگر صاحب کنز العمال سے اس کا حوالہ دینا رہ گیا ہے ۔

۱۷۳۳ : "عاریة مؤداة [1]" (مستدرک ، ابن ماجہ ، عن ابن عباس)

۱۷۳۴ : "ان الاسلام لا یحرز حکم العاریة مؤداة " (سنن بیہقی ، عن عطاء بن ابی رباح مرسلا)

۱۷۳۵ : العاریة مؤداة والمنحة مردودة ومن وجد لقحة مصراة فلا یحل له صرارها حتی یردها " (ابن حبان ، طبرانی فی الکبیر ، سعید بن منصور ، عن ابی امامہ)

۱۷۳۶ : "المنحة والمنیحة مؤداة والعاریة مؤداة ، قیل یا نبی اللہ فعهد اللہ عزوجل ، قال عهد اللہ احق ما ادی " (الحاکم فی الکنی وابن النجار ، عن ابی امامۃ)

۱۷۳۷ : عن عمر قال العاریة بمنزلة الودیعة ولا ضمان فیها الا ان یتعدی " (عبد الرزاق فی الجامع)

---

[1] "العاریة مؤداة" کے الفاظ میں اس حدیث کو جامع الصغیر میں سیوطی نے صحیح کہا ہے ۔ مناوی شرح میں کہتے ہیں کہ اس کو "عاریة مضمونة" کے مضمون سے ابوداؤد اور نسائی نے بھی صفوان سے روایت کیا ہے ۔ مگر قال ابن حجر واعل ابن حزم وابن القطان طرق ھذا الحدیث ۔

۱۷۳۸ : "عن علی قال لیس علی صاحب العاریۃ ضمان "، (عبد الرزاق فی الجامع)

۱۷۳۹ : "عن علی قال لیست العاریۃ مضمونۃ ھو معروف الا ان یخالف فیضمن "۔ (رواہ عبد الرزاق)

۱۷۴۰ : " عن القاسم بن عبد الرحمن عن علی و ابن مسعود، قالا لیس علی المؤتمن ضمان "۔ (عبد الرزاق)

۱۷۴۱ : " عن طاؤس قال فی قضیۃ معاذ کل عاریۃ مردودۃ والزعیم غارم "۔ (عبد الرزاق)

۱۷۴۲ : " عن امیۃ بن صفوان عن ابیہ قال استعار النبی صلی اللہ علیہ وسلم عن صفوان ادرعا یوم حنین الی آخرہٖ[1] "۔

۱۷۴۳ : " عن ابی ھریرۃؓ قال العاریۃ تغرم " (عبد الرزاق فی الجامع)
یعنی عاریۃ ضائع ہونے پر ہرجانہ دینا پڑے گا۔

۱۷۴۴ : "عن ابی ملیکۃ قال سألت ابن عباس أضمن العاریۃ قال نعم ان شاء اھلھا "۔ (عبد الرزاق)

یعنی ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے قول کے مطابق عاریت لی ہوئی چیز ضائع ہوجائے تو یہ مالک کی مرضی پر موقوف ہے کہ وہ اس کا ہرجانہ وصول کرے یا نہ کرے۔

ہمیں جس بات کو یہاں واضح کرنا ہے، وہ یہ ہے کہ اس سلسلہ میں کسی حدیث یا فتوے میں اس بات کا لحاظ نہیں رکھا گیا کہ مالک اگر دولت مند ہے اور فاضل مال رکھتا ہو تو اس کو ہرجانہ لینے کا کوئی حق نہیں۔ اس پر اجماع ہے کہ اگر مانگی ہوئی چیز غفلت یا تعدّی سے ضائع ہو جائے تو مالک ہرجانہ وصول کرسکتا ہے، چاہے مالک دولت مند ہی کیوں نہ ہو۔ فقہی قانون کی رُو سے دولت مند اور عام آدمی میں

[1] اس روایت کے متعلق "کنز العمال" میں صرف ابن عساکر کا حوالہ دیا گیا ہے حالانکہ اسے بہت سے محدّثین نے روایت کیا ہے۔

ایسی کوئی تفریق نہیں ملتی۔

پس ثابت ہوا کہ صاحب "اسلام میں گردشِ دولت" کے فرضی فتویٰ کی کوئی مثال نہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانے میں ملتی ہے، نہ صحابہ رضوان اللہ علیہم اجمعین کے زمانہ میں اور نہ تابعین رحمہم اللہ کے زمانے میں۔ بس یہ فرضی فتویٰ خرقِ اجماع ہے اور قرآن وسنت کی کھلم کھلا مخالفت ہے۔

ایک فکر، ——— ایک تحریک، ——— ایک جہاد!

علمی و دینی مجلّہ

ماہنامہ **الحق** اکوڑہ خٹک

سرپرست: شیخ الحدیث مولانا عبدالحق مدظلہ ——— مدیر: مولانا سمیع الحق صاحب

عرصہ ۱۰ سال سے باقاعدگی کے ساتھ لادینیت کے خلاف

ہر محاذ پر برسرپیکار ہے

علمی، دینی اور اصلاحی مضامین، تحقیقی مقالے، پرمغز اداریے، معیاری ادبیات، تعمیری تنقید، باطل کا تعاقب، مغربی اور بے دین تہذیب کا پوسٹ مارٹم، تاریخ، سائنس، مواعظ، قانون، سیاست، قرآنی اور اسلامی معاشرہ کی حسین تصویر، فرق باطلہ کا علمی احتساب، اس کے ہر شمارے کا امتیازی نشان ہے، نئے حالات اور نئے مسائل پر اسلام کی ترجمانی، الحق ہر طبقہ میں اندرون اور بیرون ملک یکساں مقبول اور عالم اسلام کی چیدہ فکری اور علمی صلاحیتوں کا نچوڑ ہے!

قیمت فی پرچہ: ایک روپیہ سالانہ چندہ ۱۲ روپے

سفید کاغذ، معیاری کتابت و طباعت، آرٹ پیپر کا حسین ٹائیٹل،

غیر ممالک، عام ڈاک سے ایک پونڈ، ہوائی ڈاک سے دو پونڈ

ماہنامہ "الحق"، دارالعلوم حقانیہ، اکوڑہ خٹک، پشاور، صوبہ سرحد (پاکستان)